کہ زمانہ حال کے اہلحدیث ان اہلحدیث مین داخل نہین جنکا اہل حدیث ہونا ہمارے نزدیک مسلم ہے اور ہماری کتب مذہبی مین انکو اہلحدیث کہا گیا ہے ۔ مگر یہہ عذر ہمارے دعوی اور اسکی دلائل کے مخالف نہین ہے کیونکہ اس مین اہل حدیث زمانہ حال سے خاصکر بحث و تعرض نہین ہوا وعہذا اس عذر کا جواب ہمارے پچھلے مضمون "اہلحدیث قدیم ہین یا جدید" بضمن رسالہ نمبر (۱۱) (جلد ۸) ادا ہو چکا ہے علاوہ برآن ایک جواب اسکا ہم اور دینا چاہتے ہین جسکو آیندہ "اشاعۃ" مین شائع کرینگے وہ جواب انشاء اللہ تعالی ایسا ہوگا کہ اس مین ہمارے بہائیون کو سر ہون ہان کی مجال نہ ہوگی ۔

اس مضمون حال سے یہہ بات تو ثابت ہو گئی کہ اہل اسلام مین کوئی فرقہ اہلحدیث بہی کہلا چکا ہے جسکو مقلدین مذاہب مشہورہ خصوصا حنفیہ نے اپنی اور دیگر اہلمذاہب اربعہ کے مقابلہ مین اہل حدیث کے خطاب سے یاد کیا ہے ۔ اور یہ خطاب کسی دوسرے فرقہ کے حق مین (اس مین اہل حدیث زمانہ حال داخل ہون خواہ خارج) استعمال کرنا انکی دل آزردگی کا باعث نہین ہو سکتا ۔ وہو المدعا ۔

سرمہ چشم آریہ

یہ کتاب لاجواب مؤلف براہین احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کی تصنیف ہے جو بغرض تحریر ریویو مصنف عالی ہمت نے ہمارے پاس بہیجائی ہے اس مین جناب مصنف کا ایک ممبر آریہ سماج سے مباحثہ شائع ہوا ہے جو معجزہ شق القمر اور تعلیم وید پر بمقام ہوشیارپور ہوا تہا ۔ اس مباحثہ مین جناب مصنف نے تاریخی واقعات اور عقلی وجوہات سے معجزہ شق القمر ثابت کیا ہے ۔ اور اس کے مقابلہ مین آریہ سماج کی کتاب (وید) اور اسکی تعلیمات وعقاید (تناسخ وغیرہ) کا کافی دلائل سے ابطال کیا ہے ہم بجای تحریر ریویو اس کتاب کے بعض مطالب بنقل اصل عبارت ہدیہ ناظرین کرتے ہین ۔ وہ مطالب بحکم "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" خود شہادت دینگے

کہ وہ کتاب کیسی ہے اور ہمارے ریویو لکھنے کی حاجت باقی نہ رہیگی

مصنف باخبر نے مباحثہ سے پہلے ایک مقدمہ لکہا ہے اس مقدمہ میں بصفحہ ۱۴۱ کتاب فرمایا ہے "سمجھنا چاہیے کہ جو لوگ شق القمر کے معجزہ پر حملہ کرتے ہین انکے پاس صرف یہی ایک ہتہیار ہے اور وہ بہی ٹوٹا ہوا کہ شق القمر قوانین قدرتیہ کے برخلاف ہے اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اول ہم انکے قانون قدرت کی کچھہ تفتیش کرکے پہر وہ تاریخی ثبوت پیش کرین جو اس واقعہ کی صحت پر دلالت کرتے ہین سو جاننا چاہیے کہ نیچر کے ماننے والے یعنی قانون قدرت کے پیرو کہلانے والے اس خیال پر زور دیتے ہین کہ یہ بات بدیہی ہے کہ جہانتک انسان اپنی عقلی قوتون سے جان سکتا ہے وہ بجز قدرت اور قانون قدرت کے کچھ نہین یعنے مصنوعات و موجودات مشہودہ موجودہ پر نظر کرنے سے چارون طرف یہی نظر آتا ہے کہ ہر ایک چیز مادی یا غیر مادی جو ہم مین اور ہمارے اردگرد یا فوق و تحت مین موجود ہے وہ اپنے وجود اور قیام اور ترتیب آثار مین ایک سلسلہ انتظام سے وابستہ ہے جو ہمیشہ اوسکی ذات مین پایا جاتا ہے اور کبہی اس سے جدا نہین ہوتا۔ قدرت نے جس طرح پر جسکا ہونا بنا دیا بغیر خطا کے اسی طرح ہوتا ہے اور اسیطرح جیسر ہوگا پس وہی سچ ہے اور اصول بہی وہی سچے ہین جو اسکے مطابق ہین۔ مین کہتا ہون کہ بلاشبہ یہہ سب سچ مگر کیا اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ قدرت الٰہی کے طریقے اور اوس کے قانون اسی حد تک ہین جو ہمارے تجربہ اور مشاہدہ مین آچکے ہین اس سے زیادہ نہین۔ جس حالت مین الٰہی قدرتون کو غیر محدود ماننا ایک ایسا ضروری مسئلہ ہے جو اسی سے نظام کارخانہ الوہیت وابستہ اور اسی سے ترقیات علمیہ کا ہمیشہ کے لیے دروازہ کہلا ہوا ہے تو پہر کسقدر غلطی کی بات ہے کہ ہم یہ ناکارہ حجت پیش کرین کہ جو امر ہماری سمجہ اور مشاہدہ سے باہر ہے وہ قانون قدرت سے بہی باہر ہے بلکہ جس حالت مین ہم اپنے مونہہ سے اقرار کر چکے ہین کہ قوانین قدرتیہ غیر متناہی اور غیر محدود ہین تو پہر ہمارا یہ اصول ہونا چاہیے کہ ہر ایک نئی بات جو ظہور مین آوے پہلے ہی اپنے عقل سے بالاتر دیکہہ کر

اسکو رد نکریں بلکہ خوب متوجہ ہوکر اس کے ثبوت یا عدم ثبوت کا حال جانچ لیں اگر وہ ثابت
ہو تو اپنے قانون قدرت کی فہرست میں اسکو بھی داخل کر لیں اور اگر وہ ثابت نہ ہو تو صرف
اتنا کہدیں کہ ثابت نہیں مگر اس بات کے کہنے کے ہم ہرگز مجاز نہیں ہونگے کہ وہ امر قانون
قدرت سے باہر ہے بلکہ قانون قدرت سے باہر کسی چیز کو سمجھنا [illegible]
کہ ہم ایک دائرہ کی طرح خدا تعالیٰ کی تمام قدرتوں ازلی و ابدی [illegible] چکے ہیں اور بخوبی
ہمارا فکر اس بات پر احاطہ تام کرے کہ خدا تعالیٰ نے روز اول سے آجتک کیا کیا قدرتیں
ظاہر کیں اور آئندہ اپنے ابدی زمانہ میں کیا کیا قدرتیں ظاہر کرے گا۔ کیا وہ جدید در جدید
قدرتوں کے ظاہر کرنے پر قادر ہوگا یا کولہو کے بیل کی طرح انہیں چند قد
رتوں میں رہیگا جنکو ہم دیکھ چکے ہیں اور جنپر ہمارا اجمالی احاطہ ہے اور اگر انہیں میں مقید اور محصور رہیگا
تو باوجود اس کے غیر محدود الوہیت و قدرت اور طاقت کے یہ مقید اور محصور رہنا کس وجہ سے
ہوگا کیا وہ آپ ہی وسیع قدرتوں کے دکھلانے سے عاجز آگیا یا کسی دوسرے قاسر نے اسپر
جبر کیا ہوگا یا اوس کی خدائی کو انہیں چند قسم کی قدرتوں سے فوقیت پہونچتی ہے اور دوسری
قدرتوں کے ظاہر کرنے سے اوسپر زوال آتا ہے۔ بہر حال اگر ہم خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو
غیر محدود مانتے ہیں تو یہ جنون اور دیوانگی ہے کہ اسکی قدرتوں پر احاطہ کرنے کی امید رکھیں
کیونکہ اگر وہ ہمارے مشاہدہ کے پیمانہ میں محدود ہوسکیں تو پھر غیر محدود اور غیر متناہی
کیونکر رہیں اور اس صورت میں نہ صرف یہ نقص پیش آتا ہے کہ ہمارا فانی اور ناقص تجربہ خدائے
ازلی و ابدی کی تمام قدرتوں کا حدبست کرنے والا ہوگا بلکہ ایک بڑا بھاری نقص یہ بھی ہے
کہ اوسکی قدرتوں کے محدود ہونے سے وہ خود بھی محدود ہو جائیگا اور پھر یہ کہنا پڑیگا کہ
جو کچھ خدا تعالیٰ کی حقیقت اور کنہ ہے ہم نے سب معلوم کر لی ہے اور اس کے گہراؤ اور تہ تک ہم
پہنچ گئے ہیں اور اس کلمہ میں جسقدر کفر اور بے ادبی اور بے ایمانی بھری ہوئی ہے وہ
ظاہر ہے حاجت بیان نہیں سو ایک محدود زمانہ کے محدود در محدود تجارب کو پورا پورا

قانون قدرت خیال کر لینا اور اسی غیر متناہی سلسلہ قدرت کو ختم کر دینا اور آئندہ کو
اسرار کھلنے سے نا امید ہو جانا ان پست نظروں کا نتیجہ ہے جنہوں نے خدائے ذو الجلال
جیسا کہ چاہیے شناخت نہیں کیا اور جو اپنی فطرت میں نہایت منقبض واقعہ ہوئے
یہانتک کہ ایک کنوئیں کی مینڈک ہو کر یہ خیال کر رہے ہیں کہ گویا ایک سمندر ناپیدا
بھی انکو عبور ہو گیا ہے تمام خوشیاں عارفوں کی اور تمام راحتیں غم زدوں کی اس
کہ خدا تعالے کی قدرتوں کا کنارہ لایدرک ہے میں یہ نہیں کہتا کہ بے تحقیق اور بے ثبوت
پلنڈ یا کتھی یا تاریخی کسی نئی بات کو مان لو کیونکہ اس عادت سے بہت سے رطب یابس
ذخیرہ اکٹھا ہو جائے گا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ خدائے ذو الجلال کی تعظیم کر کے اس کے
کاموں کی نسبت (جو تمہاری محدود نظروں میں نئے دکھائی دیتے ہیں) بیجا ضد نہ
کرو کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں خدا تعالے کی عجائب قدرتوں اور فائق حکمتوں
پیچ در پیچ اسراروں کے ابھی تک انسان نے کلی حد بست نہیں کی اور نہ آگے کو اس
لیاقت و طاقت ایسی نظر آتی ہے کہ اس مالک الملک کے وراء الورا بھیدوں کی
چھوٹے سے رقبہ زمین کیطرح پیمائش کر سکے یا کسی ایک چیز کے جمیع خواص پر احا
کرنیکا دم مار سکے مجھے ان صاحب وطن لوگوں کے آگے منطقی دلائل کی حاجت
جو اپنے اوس پیارے مالک سے دلی محبت رکھتے ہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خود انکو وہی
سچی محبت یہ طریق ادب سکھاوے گی کہ ذات جامع الکمالات حضرت احدیت
جلشانہ کے ساتھ اپنے محدود علم کو برابر جاننا اور اسکی ازلی ابدی قدرتوں کو اپنے مشا
ات سے زیادہ نہ سمجھنا بہت برا اور نالائق خیال ہے جو ادب اور تعظیم اور محبت
اور عبودیت کی حقیقت سے نہایت دور پڑا ہوا ہے لیکن میں ان خشک فلسفیوں
عشق الہی اور اسکی بزرگ ذات کی قدر شناسی سے غافل ہیں جہانتک مجھے طاقت
دی گئی ہے بدلائل شافیہ راہ راست کیطرف پھیرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں دیکھتا

کہ انکی روحانی زندگی بہت ہی کمزور ہوگئی ہے اور اونکی بیجا آزادی اور ضعف ایمانی نے بہت ہی
برا اثر انکے ارادت باطنی اور اونکی دینی اولوالعزمی اور اونکی اندرونی حالت پر ڈالا ہے
اور عجیب طور پر انہوں نے ضلالت کو صداقت کے ساتھ ملا دیا ہے" پھر ان فلسفیوں
کی فہمائش کے لیے صفحہ ۴۵ میں فرمایا ہے - کہ قانون قدرت کوئی ایسی شے نہیں ہے
کہ ایک حقیقت ثابت شدہ کے آگے ٹھہر سکے کیونکہ قانون قدرت خدا تعالے کے ان
افعال سے مراد ہے جو قدرتی طور پر ظہور میں آ گئے یا آئندہ آئینگے لیکن چونکہ ابھی خدا
تعالے اپنی قدرتوں کے دکھلانے سے تھک نہیں گیا ہے اور نہ یہہ کہ اب قدرت
نمائی سے بے زور ہو گیا ہے یا کسی طرف کو ٹھک٭ گیا ہے یا کسی خارجی قاسر سے
مجبور کیا گیا ہے اور مجبوراً آئندہ کے عجائب کاموں سے دستکش ہو گیا ہے اور ہمارے
لیے وہی چند صدیوں کی کارگذاری یا اس سے کچھ زیادہ سمجھ لو چھوڑ گیا ہے اس لیے سارے
عقلمندی اور حکمت اور فلسفیت اور ادب اور تعلیم اسی میں ہے کہ ہم چند موجودہ مشہود
قدرتوں کو جن میں ابھی صدہا طور کا اجمال باقی ہے مجموعہ قوانین قدرت خیال کر
بیٹھیں اور اسمیں نادان لوگوں کی طرح ضد کریں کہ ہمارے مشاہدات سے خدا تعالے
کا فعل ہرگز تجاوز نہیں کر سکتا کیونکہ یہ صرف احمقانہ دعوی ہے جو ہرگز ثابت نہیں کیا
گیا اور نہ ثابت کیا جا سکتا ہے ہمنے مانا کہ مذہب نیچر کا نقیض نہیں ہے مگر یہ آپ
کیونکر ہم سے تسلیم کراتے ہیں کہ سب خواص نیچر یہ پر انسان محیط ہو چکا ہے کیا اسپر کوئی
دلیل بھی ہے یا نرا تحکم ہی سے مونہہ بند کرنا چاہتے ہیں یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر تجارب
ومشاہدات جو آجتک قلمبند ہو چکے ہیں صحیح اور کامل ہوتے تو علوم جدیدہ کو قدم رکھنے
کی جگہہ نہ رہتی حالانکہ آپ لوگ بھی کہا کرتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے
کھلا ہے میں سوچ میں ہوں کہ کیونکر ایسی چیزیں کامل اور قطعی طور پر مقیاس الصداقت
یا میزان الحق ٹھہر سکتی ہیں جنکے اپنے ہی پورے طور کے انکشاف میں ابھی بہت سی منازل

٭ ٹھک پنجابی لفظ ہے جسکے معنے ہیں سرک گیا ۔ ایڈیٹر

باتی ہین اور اس ہیچ در ہیچ معمائے بیان تک حکما کو حیران اور سرگردان کر رکھا ہے کہ بعض ان مین سے حقائق اشیاء کے منکر ہی ہوگئے (منکرین حقائق کا وہی گروہ ہے جنکو سوفسطائی کہتے ہین) اور بعض ان مین سے یہی کہہ گئے کہ اگرچہ خواص اشیاء ثابت ہین تاہم دائمی طور پر اُن کا ثبوت نہین پایا جاتا پانی آگ کو بجہا دیتا ہے مگر ممکن ہے کہ کسی ارضی یا سماوی تاثیر سے کوئی چشمہ پانیکا اس خاصیت سے باہر آجاوے آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے مگر ممکن ہے کہ ایک آگ بعض موجبات اندرونی یا بیرونی سے اس خاصیت کو ظاہر نہ کر سکے کیونکہ ایسی عجائب باتین ہمیشہ ظہور مین آتی رہتی ہین حکما کا یہی قول ہے کہ بعض تاثیرات ارضی یا سماوی ہزارون بلکہ لاکھون برسون کے بعد ظہور مین آتی ہین جو ناواقف اور بے خبر لوگون کو بطور خارق عادت معلوم دیتی ہین اور کبھی کبھی کسی کسی زمانہ مین ایسا کچھ ہو رہتا ہے کہ کچھ عجائبات آسمان مین یا زمین مین ظاہر ہوتے ہین جو بڑے بڑے فیلسوفون کو حیرت مین ڈالتے ہین اور پہر فلسفی لوگ انکے قطعی ثبوت اور مشاہدہ سے خیرہ اور مستندم ہو کر کچھ نہ کچھ تکلفات کر کے طبعی ماہیت مین انکو گہسیڑ دیتے ہین تا ان کے قانون قدرت مین کچھ فرق نہ آجاوے ایسا ہی یہ لوگ ادہر کی ادہر لگا کر اور نئی باتون کو کسی علمی قاعدہ مین جبرًا دبا کر گذارہ کر لیتے ہین جب تک پردار مچہلی نہین دیکہی گئی تہی تب تک کوئی فلسفی اسکا قائل نہ تہا اور جب تک متواتر دُم کے کٹنے سے دم کٹے کتے پیدا نہ ہونے لگے تب تک اس خاصیت کا کوئی فلاسفر اقراری نہ ہوا اور جب تک بعض زمینون مین کسی سخت زلزلہ کی وجہ سے کوئی ایسی آگ نہ نکلی کہ پتہرون کو گہلا دیتی تہی مگر لکڑی کو جلا نہین سکتی تہی تب تک فلسفی لوگ ایسی خاصیت کا آگ مین ہونا خلاف قانون قدرت سمجہتے رہے جب تک اسپیریٹہ کا آلہ نہین نکلا تہا کس فلسفی کو معلوم تہا کہ عمل ٹرمنس فیوژن آف بلڈ یعنے ایک انسان کا خون دوسرے انسان مین داخل کرنا قانون فطرت مین داخل ہے پہلا اُس فلاسفر کا نام لینا چاہیے جو ایک لکڑی

مشین یعنے بجلی کی کل نکلنے سے پہلے ان بجلی لگانے کے عمل کا قائل تھا۔

فلسفی را چشم حق بین سخت نابینا بود - گرچہ بیکن باشد و یا بو علی سینا بود -

یہ ثابت ہو چکا اور ہمیشہ مشاہدہ میں آتا ہے کہ جو لوگ خواہ نخواہ قانون قدرت کے پابند کہلاتے ہیں وہ اپنی رائے میں بہت کچر ہوتے ہیں اگر دس بیس معتبر اور پختہ عقلمند اور انکے ہم رتبہ آدمی کوئی عجیب بات ہمنی کے طور پر بھی بیان کر دیں مثلاً یہ کہدیں کہ ہم ایک پَر دار آدمی کو بچشم خود دیکھہ آئے ہیں یا ایک پتھر میں سے شہد مترشح ہوتا ہم نے دیکھا کیا بلکہ کھایا ہے یا آسمان سے ہم نے پہول برستے دیکھے اور پھولون میں سے سونا نکلا یا شاید کوئی واقعہ صحیحہ ہی پیش آوے جیسے آجکل کے بعض اخبارون میں شائع کیا گیا ہے کہ یورپ کے ایک ملک میں ایک پتھر تیس من وزنی برسا جس میں ہڈیان بھی ملی ہوئی ہیں شاید اون کی ہڈیان ہیں جو چاند کے کرہ میں رہنے والے ہیں تو فی الفور ایک فلاسفر صاحب کے دل میں ایک دہڑکا سا شروع ہو جائیگا تو یہہ دہڑکا اور اضطراب اس کم بخت کا اس کے نقصان عقل اور فہم پر صریح شہادت دیتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر سرمایہ اسکا ظن ہے کیونکہ کسی قطعی ثبوت میں انسان کبھی تردد نہیں کر سکتا مثلاً اگر کسی زندہ آدمی کو دس بیس آدمی ملکر یہ کہین کہ تو زندہ نہیں بلکہ مرا ہوا ہے - تو اس قدر کیا وہ دس ہزار آدمی کی شہادت سے بھی اپنی زندگی سے شک میں نہیں پڑے گا بلکہ بے شمار اشخاص کا مجمع بھی اپنے حلفی گواہون سے اسکو اضطراب میں نہیں ڈالے گا کیونکہ اسکو اپنی زندگی پر پورا پورا الیقین ہے - یہہ بھی دیکھا گیا کہ فلسفہ میں جو واقعی دانا ہیں وہ تجارب فلسفہ پر بہت ہی کم یقین رکھتے ہیں کیونکہ انکے معلومات وسیع ہیں اور انکو اپنے فلسفہ کی اندرونی حقیقت معلوم ہے -

علامہ شارح قانون جو طبیب حاذق اور بڑا بھاری فلسفی ہے ایک جگہہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے جو یونانیون میں یہہ قصے بہت مشہور ہیں جو بعض عورتون کو جوانی وقت میں

عفیفہ اور صالحہ تہین بغیر صحبت مرد کے حمل ہو کر اولاد ہوئی ہے پہر علامہ موصوف
راے کے لکہتا ہے کہ یہہ نسب افتراء پر محمول نہین ہو سکتے کیونکہ بغیر کسی اصل صحیح کے
افراد اور مہذب قومون مین ایسے دعاوی ہرگز فروغ نہین پا سکتے ہین اور نہ
کو جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ زانیہ ہونے کی حالت مین اپنے حمل کی ایسی وجہ پیش کر
سے اور بہی ہنسی کرائین اور ہمین اسبات سے پرہیز کرنا چاہیے کہ خواہ نخواہ ان
عورتون پر زنا کا الزام لگائین جو مختلف ملکون اور قومون اور زمانون مین سے
گذر چکی ہین کیونکہ طبی قواعد کے روسے ایسا ہونا ممکن ہے وجہ یہ کہ بعض عورتین
بہت ہی نادر الوجود ہین بباعث غلبہ رجولیت اس لائق ہوتی ہین کہ انکی منی
قوت فاعلی و انفعالی رکہتی ہو اور کسی سخت تحریک خیال شہوت سے جنبش مین آکر
حمل ٹہرنیکا موجب ہو جائے "مین کہتا ہون کہ ایسے قصے ہندون مین بہی مشہور ہین
سورج بنسی اور چندر بنسی خاندان کے انہین قصون پر بنیاد پائی جاتی ہے -

غرض یہ خیال ہندؤن مین بہی پرانا چلا آتا ہے یہانتک کہ رگ وید
لکہا ہے کہ ایک نیک بخت رشی کی لڑکی کو فقط اندر دیوتا کی ہی توجہ سے حمل ہو گیا
اور ایسا ہی شمس و قمر سے بہی شرفا آریہ کی پاک دامن لڑکیون کو حمل ہوتا رہا ہے
ان قصون اور کہانیون کو جو بکثرت مختلف قومون مین پائی جاتی ہین یک مرہ
اور باطل سمجکر پایہ اعتبار سے ساقط کر دینا حکیمانہ طریق نہین ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ
قصون کو انکے زوائد سے الگ کر کے دیکہا جائے تو انکے نیچے وہی ایک دقیق
[illegible] ہے جسکی طرف علامہ نے اشارہ کیا ہے اور اسبات
نہین کرنی چاہیے کہ اگر یہ بات کچہ حقیقت رکہتی ہے تو پہر عام طور پر کیون وقوع
نہین آتی کیونکہ اول تو یہہ سوانح ایسے نادر الوقوع نہین ہین جیسے آجکل کے نیچری
انکو خیال کر رہے ہین بلکہ مختلف قومون مین اس کے آثار سلسلہ وار چلے

ہین اگرچہ عبرانیون مین تو صرف حضرت مسیح اس طرز کی پیدائش مین بیان کیے گئے ہین لیکن یونانیون اور آریون کی کتابون مین اس کی نظیرین بہت پائی جاتی ہین۔ اور حال کے زمانہ اور اس کے قریب قریب ہی بعض ممالک کی عورتین حملدار ہو کر ایسا کچھ بیان کرتی رہی ہین اب ان سب قصون کی نسبت گو کسی منکر کی کیسی ہی رائے ہو مگر صرف ان کے نادر الوقوع ہونے کی وجہ سے وہ سب رد نہین کیے جاسکتے اور ان کے ابطال پر کوئی دلیل فلسفی قائم نہین ہوسکتی بلکہ اکثر یونانی فلسفی (آسمانون کے ماننے والے) اور انہین مین سے افلاطون اور ارسطو بہی اسبات پر متفق ہین کہ حادث چیزون کی مبادی آسمانون کی حرکتین اور اونکے مختلف دورے ہین۔ اسی جہت سے علوی اور سفلی چیزون کی حکم اور حال مختلف ہوتے ہین اور اسی بنا پر انکے مذہب کے رو سے ممکن ہے کہ ایک دور مین ایسی عجائب چیزین یا عجائب شکلون کے جانور پیدا ہون کہ نہ تو دورہ سابق مین اور نہ دور لاحق مین انکی نظیر پائی جاسکے غرض نادر الظہور اشیاء کا سلسلہ اس وضع عالم کو لازمی پڑا ہوا ہے۔ اور علامہ موصوف نے اس مقام مین ایک تقریر بہت ہی عمدہ لکہی ہے وہ لکہتے ہین کہ اگرچہ سب انسان ایک نوع مین ہونے کی وجہ سے باہم متناسب الطبع واقعہ ہین مگر پہر بہی اون مین سے بعض کو نادر طور پر کبہی کبہی کسی کسی زمانہ مین خاص خاص طاقتین یا کسی اعلے درجہ کی قوتین عطا ہوتی ہین جو عام طور پر دوسرون مین نہین پائی جاتین جیسے مشاہدہ سے ثابت ہوا ہے کہ بعض نے حال کے زمانہ مین تین سو برس سے زیادہ عمر پائی ہے جو بطور خارق عادت ہے اور بعض کی قوت حافظہ یا قوت نظر ایسے کمال درجہ کو پہونچی ہے جو اوسکی نظیر نہین پائی گئی اور اس قسم کے لوگ بہت نادر الوجود ہوتے ہین جو صدہا یا ہزارون برسون کے بعد کوئی فرد ان مین سے ظہور مین آتا ہے اور چونکہ عوام الناس کی نظر اکثر امور کثیر الوقوع اور متواتر الظہور پر ہوا کرتی ہے اور یہ بہی ہوتا ہے کہ عام لوگون کی نگاہ مین جو باتین کثیر الوقوع اور متواتر

الظہور ہون وہ بطور قاعدہ یا قانون قدرت کے مانی جاتی ہین اور انہین کی سچائی پر نہایت
اعتماد ہوتا ہے اس لیے دوسرے امور جو نادر الوقوع ہوتے ہین وہ بمقابل امور کثیر الوقوع کے
نہایت مضمحل اور مشتبہ بلکہ باطل کے رنگ مین دکہائی دیتے ہین اسیوجہ سے عوام کیا بلکہ
خواص کو بہی ان کے وجود مین شکوک اور شبہات پیدا ہو جاتے ہین سو بڑی غلطی جو حکما
کو پیش آئی ہے اور بڑی بہاری ٹہوکر جو اون کو آگے قدم رکہنے سے روکتی ہے یہی ہے کہ وہ امور
کثیر الوقوع کے لحاظ سے نادر الوقوع کی تحقیق کے درپے نہین ہوتے اور جو کچہ ان کے آثار
چلے آتے ہین انکو صرف قصے اور کہانیان خیال کر کے اپنے سر پر سے ٹال دیتے ہین حالانکہ یہہ
قدیم سے عادت اللہ ہے جو امور کثیر الوقوع کے ساتھہ نادر الوقوع عجائبات بہی کبہی کبہی ظہور
مین آتے رہتے ہین اسکی نظیرین بہت ہین جنکا لکہنا موجب تطویل ہے اور حکیم بقراط
نے اپنی ایک طبی کتاب مین چند چشم دید بیماریون کا بہی حال لکہا ہے جو قواعد طبیہ اور تجربہ
اطبا کی رو سے ہرگز قابل علاج نہین تہین مگر ان بیمارون نے عجیب طور پر شفا پائی جسکی نسبت
انکا خیال ہے کہ یہ شفا بعض نادر تاثیرات ارضی یا سماوی سے ہے ۔ اس جگہہ ہم اس قدر
اور لکہنا چاہتے ہین کہ یہ بات صرف نوع انسان مین محدود نہین کہ کثیر الوقوع اور نادر الوقوع
خواص کا ہمین سلسلہ چلا آتا ہے بلکہ اگر غور کر کے دیکہین تو یہ دوسرا سلسلہ ہر ایک نوع
مین پایا جاتا ہے ۔ مثلاً نباتات مین سے آک کے درخت کو دیکہو کہ کیسا تلخ اور زہرناک ہوتا ہے
مگر کبہی مدتون اور برسون کے بعد ایک قسم کی نبات اس مین پیدا ہو جاتی ہے جو نہایت شیرین
اور لذیذ ہوتی ہے اب جس شخص نے اس نبات کو کبہی نہ دیکہا ہو اور معمولی قدیمی تلخی کو دیکہہ
آیا ہو بے شک وہ اس بات کو ایک امر طبعی کی نقیض سمجہے گا ایسا ہی بعض دوسری نوع کی چیزون
مین بہی دور دراز عرصہ کے بعد کوئی نہ کوئی خاصہ نادر ظہور مین آجاتا ہے " ۔ پہر اس مقدمہ
کو ختم کرنے کے بعد اصل اعتراض مخالفین کا کہ معجزہ شق القمر قانون قدرت کے مخالف ہے اور
تاریخی واقعات مین اسپر شہادت پائی نہین جاتی ۔ یہہ عقلی جواب دیا ہے اور بحوالہ مقدمہ

اسکا قانون قدرت کے مخالف نہ ہونا ثابت کیا ہے اس کے بعد اسپر تاریخی شہادت
کا ثبوت دیا اور بصفحہ ۴۷ کہا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنہون نے عام اور
علانیہ طور پر یہ دعوے مشہور کر دیا تہا کہ میرے ہاتہہ سے معجزہ شق القمر وقوع مین آگیا ہے اور
کفار نے اسکو بچشم خود دیکہہ بہی لیا ہے مگر اوسکو جادو قرار دیا اپنے اس دعوی مین سچے
نہین تہے تو پہر کیون مخالفین آنحضرت جو اسی زمانہ مین تہے جنکو یہ خبرین گویا نقارہ کی
آواز سے پہنچ چکی تہی چپ رہے اور کیون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مواخذہ نہ کیا
کہ آپ نے کب چاند کو دو ٹکڑے کرکے دکہایا اور کب ہم نے اوسکو جادو کہا اور اوسکی قبول
سے موںہہ پہیرا اور کیون اپنے مرتے دم تک خاموشی اختیار کی اور موںہہ بند رکہا یہانتک
اس عالم سے گزر گئے کیا انکی یہ خاموشی جو انکی مخالفانہ حالت اور جوش مقابلہ کے بالکل
برخلاف تہی اسبات کا یقین نہین دلاتی کہ کوئی ایسی سخت روک تہی جسکی وجہ سے کچہہ
بول نہین سکتے تہے مگر بجز ظہور سچائی کے اور کون سی روک تہی یہ معجزہ مکہ مین ظہور مین آیا
تہا۔ اور مسلمان ابہی بہت کمزور اور غریب اور عاجز تہے پہر تعجب یہ کہ انکے بیٹون پوتون
نے بہی انکار مین کچہہ زبان کشائی نکی حالانکہ اونپر واجب و لازم تہا کہ اتنا بڑا دعوے اگر
افترا محض تہا اور صدہا کوسون مین مشہور ہوگیا تہا اس کے رد مین کتابین لکہتے اور دنیا
مین شائع اور مشہور کرتے اور جبکہ لاکہون آدمیون عیسائیون عربون یہودیون مجوسیون
وغیرہ مین سے رد لکہنے کی کسی کو جرات نہ ہوئی اور جو لوگ مسلمان تہے وہ علانیہ ہزارون
آدمیون کی روبرو چشم دید گواہی دیتے رہے جنکی شہادتین آج تک اس زمانہ کی کتابون
مین مندرج پائی جاتی ہین تو یہ صریح دلیل اسبات پر ہے کہ مخالفین ضرور شق القمر مشاہدہ
کر چکے تہے اور رد لکہنے کے لیے کوئی بہی گنجایش باقی نہین رہی تہی اور یہی بات تہی
جس نے انکو منکرانہ شور و غوغا سے چپ رکہا تہا سو جبکہ اسی زمانہ مین کروڑہا مخلوقات
مین شق القمر معجزہ شیوع پاگیا مگر ان لوگون نے خجلت زدہ ہوکر اس کے مقابلہ پر دم

بھی نہ مارا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے مخالفین اسلام کا چپ رہنا شق
کے ثبوت کی دلیل ہے نہ کہ اس کے ابطال کی کیونکہ اسبابات کا جواب مخالفین اسلام
پاس کوئی نہیں کہ جس دعوی کا رد انہیں ضرور لکھنا چاہیئے تھا انہوں نے کیوں نہ
لکھا آنحضرت کوئی معمولی درویش یا گوشہ نشین نہیں تھے تا یہ عذر پیش کیا جائے
ایک فقیر صلح مشرب جس نے دوسرے مذاہب پر کچھ حملہ نہیں کیا چشم پوشی کے لائق
بلکہ آن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عام مخالفین کا جہنمی ہونا بیان کرتے تھے اس
صورت میں مطابق طور پر جوش پیدا ہونے کے موجبات موجود تھے۔ ماسوا اس
یہ بھی کچھ ضروری معلوم نہیں ہوتا کہ واقعہ شق القمر پر جو چند سیکنڈ سے کچھ زیادہ نہیں
ہر ایک ولائت کے لوگ اطلاع پا جائیں کیونکہ مختلف ملکوں میں دن رات کا تفا
تفاوت اور کسی جگہہ مطلع نا صاف اور پر غبار ہونا اور کسی جگہہ ابر ہونا ایسا ہی کہر
اور ایک موجبات عدم رویت ہو جاتے ہیں۔ اور نیز بالطبع انسان کی طبیعت اور
عادت اس کے برعکس واقع ہوئی ہے کہ ہر وقت آسمان کی طرف نظر لگائی رہے
بالخصوص رات کے وقت جو سونے اور آرام کرنیکا اور بعض موسموں میں بند
کا وقت ہے ایسا التزام بہت بعید ہے۔

پھر ان سب باتوں کے بعد ہم یہ بھی لکھتے ہیں کہ شق القمر کے واقعہ پر ہندو
کی معتبر کتابوں میں بھی شہادت پائی جاتی ہے مہابھارت کے دہرم پرب میں
بیاس جی صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے [illegible] چاند دو ٹکڑے ہو کر پھر مل گیا تھا اور
وہ اس شق القمر کو اپنے بے ثبوت خیال سے بسوا متر کا معجزہ قرار دیتے ہیں
لیکن پنڈت دیانند صاحب کی شہادت اور یورپ کے محققوں کے بیان سے
پایا جاتا ہے کہ مہابھارت وغیرہ پران کچھ قدیم اور پرانے نہیں ہیں بلکہ بعض
پرانوں کی تالیف کو تو صرف آٹھہ سو اور نو سو برس ہوا ہے اب قرین قیاس

ہے کہ مہا بہارتھ یا اسکا واقعہ بعد مشاہدہ وقعہ شق القمر جو معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا لکھا گیا اور بسوامتر کا نام صرف بیجا طور کی تعریف پر جیسا کہ قدیم سے ہندوں کی اپنے بزرگون کی نسبت عادت ہے درج کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی شہرت ہندوؤن میں مولف تاریخ فرشتہ کیوقت مین بھی بہت کچھ پھیلی ہوئی تھی کیونکہ اس نے اپنی کتاب کے مقالہ یازدہم مین ہندوؤن سے یہہ شہرت یافتہ نقل لیکر بیان کی ہے کہ شہر دہار کہ جو متصل دریاے پہنبل صوبہ مالوہ مین واقعہ ہے اب اسکو شاید دہار انگری کہتے ہین وان کا راجہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا ایک بارگی اوس نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور پھر ملگیا اور بعد تفتیش اس راجہ پر کھل گیا کہ یہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے تب وہ مسلمان ہو گیا اسملک کے لوگ اوس کے اسلام کی وجہ یہی بیان کرتے تھے اور اسکے گرد نواح کے ہندوؤن مین یہ ایک واقعہ مشہور تھا جس بنا پر ایک محقق مؤلف نے اپنی کتاب مین لکھا۔ بہرحال جب آریہ دیس کے راجون تک یہ خبر شہرت پا چکی ہے اور آریہ صاحبون کے مہا بہارتھ مین درج بھی ہو گئی اور پنڈت دیانند صاحب پر اون کے زمانہ کو داخل زمانہ نبوی سمجھتے ہین اور قانون قدرت کی حقیقت بھی کھل چکی تو اگر اب بھی لالہ مرلیدہر صاحب کو شق القمر مین کچھ تامل باقی ہو تو انکی سمجھ پر ہمین بڑے بڑے افسوس ہین گے۔)

پھر صفحہ ۱۴۸ آریہ کے اصول تناسخ پر دلچسپ بحث کی ہے پھر صفحہ ۱۹۱ سے ۲۰۰ تک آریہ کے اصول اعتقادات اور وید کی تعلیمات کے صحیح نہونے پر بحث کی ہے جو ملاحظہ ناظرین کے لائق ہے

جو صاحب ان مباحث سے حظ اٹھانا چاہتے ہین وہ اصل کتاب بقیمت عہ ۱۲/ جناب مصنف سے جو آج کل ضلع گورداسپور مین مقیم ہین طلب فرما کر ملاحظہ فرماوین۔ اور حمیت و حمایت اسلام تو یہی ہے۔ کہ ایک ایک مسلمان اس کتاب کے دس

دس بیس نسخہ خرید کر ہندو مسلمانون مین تقسیم کرے۔ اسمین **ایک فائدہ** تو یہ ہے کہ اصول اسلام کی خوبی اور اصول مذہب آریہ کی برائی زیادہ شیوع پائیگی - اور اس سے آریہ سماج کی ان مخالفانہ کارروائیون کو جو اسلام کے مقابلہ مین وہ کرتے ہین روک ہوگی -

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کتاب کی قیمت سے دوسری تصانیف مرزا صاحب (سراج منیر وغیرہ) کے جلد چھپنے اور شائع ہونے کی ایک صورت پیدا ہوگی -
ہمنے **سنا** ہے کہ اسوقت تک سراج منیر کا طبع ہونا عدم موجودگی زر کے سبب معرض التوا مین ہے اور اسکے مصارف طبع کے لیے آمد قیمت سرمہ چشم آریہ کا انتظار ہے **یہ** بات صحیح ہے تو مسلمانون کی حالت پر کمال افسوس ہے کہ ایک شخص اسلام کی حمایت مین تمام جہان کے اہل مذاہب سے مقابلہ کے لیے وقف اور فدا ہورہا ہے پھر اہل اسلام کا اس کام کی مالی معاونت مین یہ حال ہے - شائد ان خام خیالون کو یہ خیال ہوگا کہ مرزا صاحب اپنے دس ہزار روپیہ کی جائداد جسکو انہون نے **مخالفین اسلام** کو مقابلہ پر انعام دینے کے لیے رکھا ہوا ہے فروخت کر کے صرف کرلین تو ہمچہ گروہ انکو مالی مدد دینگے ان کا واقعی یہی خیال ہے تو ان کا حال اور بھی افسوس کے لائق ہے - اس افسوس پر بھی انکا یہی حال رہا اور انہون نے بہت جلد "سرمہ چشم آریہ" کو ہاتھون ہاتھ اٹھا کر مصارف طبع سراج منیر کے لیے روپیہ مہیا نکر دیا تو ہمکو ان کے حال پر آنسو بہانا پڑیگا - **اے خدا تعالی** تو اپسا نکر مسلمانون کو دل ہمت سماحت ہمدردی عطا فرما آمین ثم آمین -

---